روس کے سامراجی ہتھکنڈے
اور
جہادِ افغانستان

تلخیص ۔ ادارہ

بجناب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"جو شخص اپنی زندگی میں جہاد کا خیال تک نہ لائے۔ اور مر جائے تو اس کی موت ایک لحاظ سے منافق کی موت ہوگی"

ہمسایہ ملک افغانستان میں سرخ سامراج جو خونی ڈرامہ کافی عرصہ سے دنیا کو دکھا رہا ہے اس سے اہلِ اسلام لاتعلق نہیں رہ سکتے۔ بلکہ روس جس ننگی جارحیت اور درندگی کا مظاہرہ کر رہا ہے اس کے اثرات اگر پورے نوعِ انسان اور پورے کرۂ ارض کو اپنی لپیٹ میں لے لیں تو کچھ بعید نہیں کیونکہ یہ سب کچھ مسلمانوں کے خلاف صیہونیت اور اشتراکیت کے مذموم اتحاد کی ایک کڑی ہے۔ ۱۴۰۰ میں اس کی منصوبہ بندی ہو چکی تھی۔ ۱۸۲۶ سے ہی زار روس جو توسیع پسندی کے مرض میں مبتلا تھا۔ ترکمان کی مسلمان ریاستوں کو اپنی ہوس و آز کا نشانہ بناتا رہا۔

۱۸۲۷ کے زار روس جارجیا میں بمعہ لاؤ لشکر داخل ہوگیا۔ ۱۸۳۴ میں قفقاز پر روس کا تسلط ہوگیا۔ ۱۸۹۵ میں پامیر پر قبضہ ہوا۔ انسان کا خون قطب شمالی کے سفید ریچھ کے منہ لگ گیا تو اس کی بھوک اور شکم پری کا کوئی حساب نہ رہا۔ چغتائی کا پایۂ تخت گیا۔ ترکوں کی جنم بھومی گئی۔ طغرل خان کا ماچورہ پاگیا۔ چنگیز خان کا صحرا گیا۔ قراقرم کی وادیاں گئیں۔ تاشقند کی خواتین کی راجدھانی گئی۔ امیر تیمور گورگان کا سمرقند گیا۔ الغ بیگ کا بلخ سفید ریچھ چبا کر کھا گیا۔ کشلوک، خاقان، زرین خیل، استراخان کے ترکمان اور برلاس قبیلہ کے سردار، شیبانی خان کے ازبک سوار۔ غضب خدا کا ترک اور مغل مسلمانوں کی سات طاقت ور سلطنتیں ایک صدی کے اندر سفید ریچھ کی جوع الارض اور درماندگی کی بھینٹ چڑھ گئیں۔

۱۹۲۸ تک تمام دینی مکتب، مدرسے، شرعی عدالتیں، اوقاف اور مذہبی ادارے بند کردئے گئے۔ حج پر جانے اور زکوٰۃ جمع کرنے اور تقسیم کرنے پر پابندی لگادی گئی۔ سینکڑوں علماء کو قید اور ہزاروں کو قتل کر دیا گیا۔ خوبصورت اور عالی مساجد کو عجائب خانوں میں تبدیل کیا جا چکا ہے۔

جب اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی عالمِ اسلام کا ضمیر بیدار نہ ہوا تو سفید ریچھ نے ایک اور جست لگائی اور افغانستان کو دبوچ کر وہاں برہنہ جارحیت کا مظاہرہ کیا۔ افغانستان میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا بے دریغ قتلِ عام جاری ہے۔ بستیوں کی بستیاں صفحۂ ہستی سے مٹادی گئیں۔ بے بس عوام پر زہریلی گیس اور نیپام بم برسائے

جارہے ہیں۔ اس قدر کمینگی کا مظاہرہ ہٹلر نے اس وقت بھی نہیں کیا تھا جب وہ شکست کھا رہا تھا۔

روسی کمیونزم در پردہ صیہونیت کا دوسرا نام ہے اس کے بانی کارل مارکس، لینن، سٹالن، خروشیف، اور برزنیف سب یہودی ہیں۔ اگر خدانخواستہ ان یہودی درندوں کے عزائم کو پسپا نہ کیا گیا تو پاکستان۔ ایران اور ان کے بعد جبستہ جبستہ تیل کی تمام مسلمان ریاستیں مشرق وسطیٰ اور افریقہ کے عرب مسلم اقوام کی بھی خیر نہیں۔

فلسطین اور افغانستان ایک مسئلہ کے دو نمایاں حصے ہیں۔ اسرائیلی لیڈر مسز گولڈا میئر، بیگن، موشے دایان اور دیگر سرکردہ اسرائیلی لیڈر سب روسی نژاد ہیں۔ اشتراکیت کا عفریت اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ ہر مسلم ملک میں دخل اندازی کا وسیع منصوبہ بنا چکا ہے۔

۱۶/مارچ ۱۹۸۲ء کو اخبارات میں ایک خبر شائع ہوئی تھی کہ " روس نے پاکستان کو دھمکی دی ہے کہ اس نے کابل کی ببرک کارمل حکومت سے تعلقات بہتر نہ بنائے تو کراچی سٹیل ملز اور رگدو کے بجلی گھر کی دیکھ بھال کا کام روس معطل کر دے گا۔"

یہ بات ہانگ کانگ کے ہفت روزہ " فار ایسٹرن اکنامک ریویو " نے باخبر ذرائع کے حوالہ سے بتائی ہے مکتوب نگار جان فلرٹن نے مزید لکھا ہے کہ:۔

ماسکو پاکستان میں تخریب کاری کی حوصلہ افزائی میں سرگرم ہے پانچ سو مری بلوچ اشتراکی کارمل حکومت کی زیر سرپرستی قندھار اور لشکر گاہ میں تخریب کاری کی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ مزدور کسان پارٹی کے ارکان میں دولت تقسیم کی جا رہی ہے اس کے کارکنوں کو تربیت کے دوران چھ ہزار افغانی ماہوار (چار سو امریکی ڈالر) دئے جا رہے ہیں۔ تربیت کے بعد پاکستان میں تخریب کاری کے کردار کے معاوضہ میں ۳ ہزار افغانی ماہوار دئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ حال ہی میں روس کے تربیت یافتہ انٹیلی جنس افسران کو ایران اور پاکستان میں یہ کام تفویض کیا گیا ہے کہ افغان مہاجرین کے لئے مشکلات پیدا کریں۔"

افغانستان کے خونی سوشلسٹ انقلاب کے بعد افغان مجاہدین جس بہادری اور استقامت کے ساتھ اپنے قدیمی اور آزاد ملک کی خود مختاری اور اسلامی تشخص کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں وہ نہ صرف تاریخ حریت کا ایک نیا اور درخشاں باب ہے بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے بیداری اور جارحیت کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہونے کا ایک زبردست چیلنج ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ افغانستان میں حق و باطل کی جنگ ہو رہی ہے۔ مادی ساز و سامان کی فراوانی، جدید ترین اسلحہ اور بپھری ہوئی طاغوتی طاقتوں نے افغانستان کی غیرت ایمانی کو للکارا۔ اور وہ غازیانہ عزم لے کر میدان جدال و قتال میں اتر آئے۔ افغانستان کے حالیہ جہاد آزادی میں ایسے واقعات بھی کثرت سے رونما ہو رہے ہیں کہ والدین اپنے جوان

بیٹوں کو جو ملحد اور کمیونسٹ بن چکے ہیں اپنے ہاتھ سے موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں۔ عورتیں اپنے خاوندوں سے لاتعلق ہو رہی ہیں اور بھائی اپنے سگے بھائیوں کو ختم کرنے سے دریغ نہیں کرتے جب وہ مجاہدوں کے خلاف کارمل فوجیوں یا روسیوں کا ساتھ دیتے ہیں۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے سب سے پہلے ملت افاغنہ بڑی سج دھج کے ساتھ مقتل میں داد شجاعت دے رہی ہے خدا کرے کہ اس سے ملت اسلامیہ کی چشم دل وا ہو جائے۔

اسلامیانِ عالم کے اربابِ بصیرت کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ اب دلق و تسبیح اور سجادہ کا وقت نہیں۔ فرعون اور نمرود سے بدتر قوتیں اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے میدان کارزار میں اتر چکی ہیں۔ ایسے حالات میں جہاد بالسیف مسلمانانِ عالم کا فرض ہے۔ اشتراکی روس سات مسلم ریاستوں کو اپنی یونین میں ضم کرنے کے بعد اب افغانستان کو U.S.S.R یعنی اشتراکی سوویت روس کی ایک ریاست بنانے کی تیاریاں کر رہا ہے اس کے بعد اس کے جو ارادے ہیں وہ اقوام عالم پر آشکارا ہیں۔ ان حالات میں مسلمانانِ عالم کے لئے اسلام کے جھنڈے تلے متحد ہو کر باطل قوتوں کو للکارنے کے سوا کوئی راہ نجات نہیں۔

روسی ترکستان میں امام شاملؒ روسی جبر و استبداد سے انیسویں صدی میں نبرد آزما رہے۔ دو لاکھ تربیت یافتہ اور جدید اسلحہ سے مسلح فوج مٹھی بھر مجاہدین کے ساتھ تین محاذوں پر لڑ رہی تھی۔ امام شاملی اور ان کے مجاہد رفقاء نے روسی قوت کا ناک میں دم کر دیا تھا۔ بالآخر روس غالب ہوا۔ مجاہدین کی ناکامی کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ پورا اہل اسلام گہری نیند سو یا رہا۔ اسلام کے نام پر کسی مسلمان حکومت نے ترکستان کے مجاہدین کی امداد نہ کی۔

آج وہی روس افغانستان میں بربریت اور انسانیت سوز مظالم کی داستان دہرا رہا ہے لیکن عالم اسلام سرد مہری، بے نیازی اور لاتعلقی کا مظاہرہ کر کے غفلت کی نیند سو رہا ہے۔

اکوڑہ خٹک میں دینی و علمی کتب کا مرکز

اہل علم دینی حلقوں کے طلبہ علوم دینیہ کے مرکز اکوڑہ خٹک میں ایک مرکزی کتب خانہ کی ضرورت تھی۔ جو شائقین کو ہر قسم کی علمی، دینی کتابیں مناسب نرخ پر مہیا کر سکے۔ دار الکتب العلمیہ کا قیام اس مقصد کیلئے ایک اہم قدم ہے۔ مناسب رعایتی نرخوں پر ہر قسم کی درسی و غیر درسی علمی و دینی کتب مہیا کرنے والا یہ واحد ادارہ آپ کا منتظر ہے۔

دار الکتب العلمیہ ——— نزد چونگی نمبر ۲ ——— اکوڑہ خٹک